وقف بالروم:

> (۳) وقف بالروم: حرف موقوف علیہ کی حرکت کو اس قدر ضعیف اور ہلکا پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اس کی حرکت معلوم کر سکے، اس کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

روم کے لغوی معنیٰ: روم قول کی طرح مصدر ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں قصد کرنا، ارادہ کرنا، چاہنا وغیرہ۔

وجہ تسمیہ: چونکہ روم والی کیفیت سکون کی طرح آسانی سے خود بخود ادا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ارادہ قصد و اہتمام کرنا پڑتا ہے، اس لئے اہل فن نے یہ نام اختیار کیا ہے۔ (معلم الاداء/٦٦)

اصطلاحی تعریف:

روم چونکہ ایک اصطلاحی لفظ ہے، اور ایک مخصوص قسم کی اداء حرکت ہے، اس لئے اہل اداء مختلف انداز سے روم کی تعریف کرتے ہیں، لیکن مقصد اور مفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

✪ چنانچہ علامہ ابوعمر دانیؒ نے التیسیر میں اس کی تعریف اس طرح کی ہے

''هُوَ تَضْعِيفُكَ الصَّوْتَ بِالْحَرَكَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ مُعْظَمُ صَوْتِهَا فَتَسْمَعَ لَهَا صَوْتًا خَفِيفًا يُدْرِكُهُ الْأَعْمٰى بِحَاسَّةِ سَمْعِهٖ''

یعنی روم کرنا تیرا صوت حرکت کو ضعیف کرنا ہے، یہاں تک کہ صوت کی بڑی مقدار جاتی رہے، پس اس کی صوت اس قدر ضعیف سنائی دے کہ نابینا اس کو اپنی قوت مدرکہ سے محسوس کر سکے اور قوت سامعہ سے سن سکے۔

✪ اور علامہ شاطبیؒ اس کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں کہ

وَرَوْمُکَ اِسْمَاعُ الْمُحَرَّکِ وَاقِفًا
بِصَوْتٍ خَفِيٍّ کُلُّ دَانٍ تَنَوَّلَا

اور تیرا روم کرنا حالت وقف میں متحرک کی حرکت کو صوت خفی سے سنا دینا ہے، ہر اس شخص کو جو قریب اور متنول قراءت ہو یعنی قراءت کی طرف متوجہ ہو۔

✪ اور شیخ علی بن محمد ضباغ اس کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں کہ: ''هُوَ اِضْعَافُکَ الصَّوْتَ بِالْحَرْکَةِ حَتّٰی یَذْهَبَ مُعْظَمُ صَوْتِهَا فَسُمِعَ لَهَا صَوْتٌ خَفِیٌّ یَسْمَعُهُ الْقَرِیْبُ الْمُصْغِیْ دُوْنَ الْبَعِیْدِ لِاَنَّهَا غَیْرُ تَامَّةٍ. وَالْمُرَادُ بِالْبَعِیْدِ الْاَعَمُّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ حَقِیْقَةً اَوْحُکْمًا فَیَشْمَلُ الْاَصَمَّ وَالْقَرِیْبَ غَیْرَ الْمُصْغِیْ''

یعنی روم کرنا تیرا صوت حرکت کو اس قدر ضعیف کرنا کہ اس کا بڑا حصہ جاتا رہے، پس سنی جائے اس کی صوت خفی اور ہلکی کہ سن سکے اس کو قریب کان لگا کر سننے والا نہ کہ بعید، اس لئے کہ وہ حرکت ناتمام اور ناقص ہوتی ہے۔ اور مراد بعید سے عام ہے کہ حقیقۃً ہو یا حکماً، پس وہ شامل ہو گیا اصم اور غیر مصغی قریب کو یعنی بہرہ اور نہ سننے والا آدمی روم کا احساس نہیں کر سکتا، اس لئے کہ وہ بہت ہلکی سی آواز ہوتی ہے۔

✪ اور امام ابوالقاسم علی بن عثمان محمد بن احمد اس کی تعریف یوں فرماتے ہیں ''فَالرَّوْمُ هُوَالْاِتْیَانُ بِبَعْضِ حَرْکَةِ الْحَرْفِ وَذٰلِکَ الْبَعْضُ الَّذِیْ یَأْتِیْ بِهٖ هُوَصَوْتٌ خَفِیٌّ یُدْرِکُهُ الْاَعْمٰی''

پس روم وہ حرف (موقوف علیہ) کی حرکت کا بعض حصہ ادا کرنا ہے اور وہ بعض جیسے قاری ادا کرتا ہے وہ ایک صوت خفی ہے، جس کو نابینا قوت سامعہ سے سن کر معلوم کر لیتا ہے۔

✪ اور بعض حضرات اس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"وَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَالْإِشَارَةُ اِلَى الْحَرَكَةِ مَعَ صَوْتٍ خَفِيٍّ"

اور بعض کا قول ہے کہ روم صوت خفی سے (موقوف علیہ) کی حرکت کی طرف اشارہ کرنا ہے۔

✪ صاحب تفہیم الوقوف جناب قاری اسماعیل صاحب امرتسریؒ روم کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں کہ جب موقوف علیہ مضموم یا مکسور ہو اور وقف کرتے وقت اس کی حرکت کا تہائی حصہ ادا کیا جائے تو ایسے وقف کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

✪ صاحب معلم الاداء فی الوقف والابتداء جناب قاری الشیخ تقی الاسلام صاحبؒ نے روم کی تعریف دو طرح سے کی ہے۔

(۱) وقف میں آخری حرف کے ضمہ اور کسرہ کو ایسی ہلکی اور کمزور آواز سے ادا کرنا جس سے ضمہ اور کسرہ کا اکثر حصہ ختم ہو کر کمتر حصہ باقی رہ جائے۔

(۲) دوسری تعریف یہ ہے کہ کسرہ اور ضمہ کے تین حصوں میں سے صرف ایک حصہ ادا کرنا۔ دونوں تعریفوں کا حاصل ایک ہی ہے۔

✪ جناب قاری اسماعیل صاحب خورجوی دامت برکاتہم روم کی تعریف اس طرح کی ہے کہ حرف موقوف علیہ کی حرکت یعنی ضمہ و رفع اور کسرہ و جر کو ایسی خفیف یعنی ہلکی اور ضعیف یعنی کمزور آواز سے ادا کرنا کہ تہائی کے انداز میں باقی رہے۔

✪ صاحب فوائد مکیہ جناب قاری مقری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ روم کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں کہ روم کے معنی ہیں حرکت کو خفی صوت سے ادا کرنا

✪ اور ہمارے مصنفؒ روم کی تعریف اس طرح فرماتے ہیں:
حرف موقوف علیہ کی حرکت کو اس قدر ضعیف اور ہلکا پڑھنا کہ صرف قریب والا سن کر اس کی حرکت معلوم کر سکے اس کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

مصنفؒ کا قول: ''حرف موقوف علیہ کی حرکت کو اس قدر ضعیف اور ہلکا پڑھنا'' الخ

وقف بالاسکان اور وقف بالاشمام میں تو حرف موقوف علیہ متحرک کو ساکن کرنا ہوتا تھا مگر اس میں ساکن کرنا نہیں ہوتا، بلکہ متحرک ہی پڑھا جاتا ہے، مگر ضمہ اور کسرہ کو ادا کرنے کے لئے آواز جس قدر ظاہر ہوتی ہے روم کی حالت میں اس قدر بلندی کے ساتھ ظاہر نہ ہوگی بلکہ ضعیف پست اور ہلکی آواز کے ساتھ ادا کیا جائے گا، جس کو قریب والا ہی دھیان سے سنے تو سن سکے۔ پس بہرہ اور دور والا اور وہ شخص جو تلاوت کی طرف پورے طور پر متوجہ نہ ہو، گو نزدیک ہی کیوں نہ ہو، یہ تینوں اشخاص روم کو محسوس نہیں کر سکتے، جس کو لوگوں نے تفہیم کے لئے ایک تہائی حرکت کا ادا کرنے سے تعبیر کیا ہے، ورنہ حرکت کی تقسیم نہیں ہوتی۔

حکم کے اعتبار سے روم کی قسمیں:

حکم کے اعتبار سے روم کی دو قسمیں ہیں: واجب۔ جائز

واجب: روم واجب بروایت حفص صرف کلمہ ﴿لَا تَأْمَنَّا﴾ کے نون مضموم مدغم میں بحالت اظہار ہوتا ہے، اور چونکہ یہ نون وسط کلمہ میں واقع ہے، اور روم وسط کلمہ میں ہو رہا ہے، اس لئے وصلاً وقفاً ہر حال میں واجب اور ضروری ہے

جائز: روم جائز اس کو کہتے ہیں جو بحالت وقف موقوف علیہ مکسور و مجرور اور مضموم و مرفوع پر ہوتا ہے، اگرچہ حرکت مکرر ہو یعنی منون ہو۔

فائدہ: روم کسرہ اور ضمہ اصلی میں ہوتا ہے، اور حرکت عارضی میں نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ حرکت عارضی کالعدم ہوتی ہے، اسی وجہ سے وقف میں موقوف علیہ حالت اصلی پر خود رہتا ہے اور اس پر وقف بالسکون ہی ہوتا ہے۔

سوال: فتحہ میں روم کیوں نہیں ہوتا ہے؟

جواب: فتحہ میں روم اگر چہ عندالنحاۃ جائز ہے، مگر عندالقراء جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اخف الحرکات ہے جو تبعیض کو قبول نہیں کرتا فَاِذَا خَرَجَ بَعْضُهَا خَرَجَ سَائِرُهَا بخلاف کسرہ اور ضمہ کے کہ وہ تبعیض کو قبول کرتا ہے۔ (تفہیم الوقوف ۱۹۵)

روم واشمام کافائدہ:

جانب قاری ادریس عاصم صاحب اپنی مصنفہ الاہتداء میں اس کے چار فائدے تحریر فرماتے ہیں:

(۱) روم واشمام کا تعلق افادہ یا استفادہ سے ہے جو استاد وشاگرد کے درمیان دائر ہوتا ہے۔

(۲) علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ ہمیں روم واشمام کرنے کی تاکید کرتے تھے، تاکہ موقوف علیہ کی حرکات سے ہمیں آگاہی حاصل ہو۔

(۳) موقوف علیہ جب حرف حلقی وغیرہ ہو اور اس کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو تو وہاں وقف بالروم وقف بالاسکان سے آسان وسہل ہے، جیسے ﴿وَالْفَتْحُ . قَدْرُ﴾ وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ سامعین کے سامنے تلاوت کرتے ہوئے روم واشمام سے وقف کرنا بہتر ہے، تنہائی میں نہ کرے،، یہ کہنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ درج بالا صورت حال میں سامع نہ بھی ہو تو پڑھنے والے کے لئے روم کی ضرورت کا درجہ باقی رہتا ہے۔

(۴) سامعین کی موجودگی میں یہ ہوسکتا ہے کہ روایات میں تلاوت کر رہا ہو اور موقوف علیہ میں حرکات مختلف فیہ تو روم واشمام کے ذریعہ اختلاف قراءت کو واضح کرسکتا ہے جیسے ﴿كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ کہ ایک قراءت میں فَيَكُوْنُ کا نون مرفوع اور دوسری قراءت میں منصوب ہے وغیرہ۔ (الاہتداء/۸۸)

نام کتاب: کامل الوقف شرح جامع الوقف

مؤلف: مولانا قاری مفید الاسلام فلاحی

وقف بالروم

موقوف علیہ کی حرکت کا تہائی حصہ ادا کیا جائے اسے وقف بالروم کہا جاتا ہے- یہ وقف صرف دو حرکات ایک زیر اور دو زیر اور ایک پیش اور دو پیش پر کیا جاتا ہے جیسے **وَلَا فِی السَّمَآءِ - ذُوانْتِقَامٍ - یَفْعَلُ - وَبَرْقٌ**

معلوم ہوا کہ وقف بالاشمام صرف حرکت اصلی مضموم و مضمومتین پر ہوگا اور وقف بالروم حرکت مضموم و مضمومتین کے ساتھ حرکت کسرہ و کسرتین پر ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ وقف بالاشمام اور وقف بالروم صرف حرکت اصلی پر ہوتے ہیں حرکت عارضی پر نہیں ہوتے- حرکت عارضی جیسے **اَنْذِرِ النَّاسَ** کہ **اَنْذِرْ** کی راء پر وقف بالروم نہ ہوگا- اور **عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ** میں **عَلَیْکُمْ** کے میم پر وقف بالاشمام یا وقف بالروم نہیں کیا جائے گا-

وجہ اس کی یہ ہے کہ **اَنْذِرْ** کی راء اور **عَلَیْکُمْ** کی میم پر حرکت عارضی ہے اول راء اور میم ساکن تھے اور اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کو ختم کرنے کے لیے ان کو کسرہ اور ضمہ دیا گیا لہٰذا ان پر صرف وقف بالاسکان ہی جائز ہے-

روم اور اشمام کرنے کی توجیہ

روم اور اشمام اس وجہ سے ہوتا ہے کہ سامع کو موقوف علیہ کی حرکات کا علم ہو جائے اسی وجہ سے اشمام اور روم کو اکثر قراء پسند کرتے ہیں کیونکہ ان دونوں سے موقوف علیہ کی حرکت معلوم ہو جاتی ہے۔

وقف بالاشمام فتحہ اور کسرہ میں اس وجہ سے نہیں کہ اشمام میں انضمام شفتین ہوتا ہے اور انضمام شفتین فتحہ اور کسرہ میں ممکن نہیں۔

روم فتحہ کی حالت میں اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ فتحہ اخف الحرکات ہے لہٰذا جب فتحہ میں روم کرتے ہیں تو یہ اپنی خفت کی وجہ سے پوری حرکت ہی ادا ہو جاتی ہے۔

نام کتاب -------- شرح فوائد مکیہ

مؤلف -------- حضرت قاری محمد ادریس العاصم

ویجوز الروم فی غیر المفتوح و المنصوب فقط،

ترجمہ : اور جائز ہے وقف بالروم مفتوح و منصوب کے علاوہ میں فقط۔

ش : قولہ ویجوز الروم الخ : " روم " رام یروم روماً سے ارادہ کرنے کے معنی میں ہے اور اصطلاحی تعریف ایک تو یہ ہے " الاتیان ببعض الحرکۃ " چنانچہ علامہ جزریؒ المقدمۃ الجزریۃ میں فرماتے ہیں ع.... " الا اذا رُمْتَ فبعض الحرکۃ " یعنی حرف موقوف علیہ غیر مفتوح و منصوب یعنی مضموم و مکسور کی حرکت کا بعض حصہ ادا کرتے ہوئے وقف کرنا، اسی بعض حرکت کی تعیین کرتے ہوئے ائمہ فن نے ایک تہائی حرکت ادا کرنے کو روم فرمایا، تو بعضوں نے روم کی تعریف یہ فرمائی حرف موقوف علیہ کی حرکت کو اس قدر ہلکا و ضعیف ادا کرنا کہ قریب والا سن کر موقوف علیہ کی حرکت معلوم کرنا چاہے تو کر سکے چنانچہ علامہ شاطبی فرماتے ہیں۔

ورومك اسماع المحرك واقفاً ☆☆☆☆☆ بصوت خفی کل وان تنولا

یعنی موقوف علیہ کی حرکت کی آواز بوجہ روم اس قدر خفی ہو جاتی ہے کہ قریب والا کان لگا کر سنے تو سن سکے معلوم ہوا کہ دور والا تو سن ہی نہ پائے اور قریب والا بھی کان نہ لگائے تو نہ سن سکے۔

روم کی تعریف کا یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے چنانچہ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں " و کلا القولین واحد " کہ دونوں قولوں کا ماحصل ایک ہی ہے کہ موقوف علیہ کی حرکت کو پست آواز سے ادا کرنا پھر اس پستی و تخفیف کی تعیین و تحدید کے لئے مختلف تعبیرات اختیار کی گئی ہیں۔

عبارت میں " ویجوز الروم " کے ذریعہ اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اصل وقف تو اسکان ہی ہے مگر بوقت ضرورت (مثلاً سامع کو موقوف علیہ کی حرکت سے واقف کرانا) روم کے ساتھ بھی وقف کرنا جائز ہے۔

☆...... **فائدہ** : جاننا چاہئے کہ فتحہ، ضمہ، کسرہ مبنی حرکات کو کہتے ہیں اور رفع، نصب، جر اعرابی حرکت کو کہتے ہیں لہٰذا عبارت میں فتحہ و نصب دونوں کو لا کر انواع اعراب کی طرف اشارہ فرمادیا۔

دراصل محل روم کے باب میں اختلاف ہے جس کو علامہ جزریؒ نشر میں بیان فرماتے ہیں کہ قراء کے یہاں فتحہ میں روم نہیں ہوتا کیونکہ فتحہ حرکت خفیفہ ہے جس کی وجہ سے حرکت فتحہ میں تبعیض و تجزی نہیں ہوتی کیونکہ جب اس کے بعض حصہ کو ادا کرنا چاہیں گے تو بوجہ خفت پورا ہی ادا ہو گا (اور اگر بعض کو ختم کرنا چاہیں تو مکمل ختم ہو جائے گا) بخلاف کسرہ و ضمہ کے کہ ان دونوں میں ثقل ہے اس لئے ان میں روم ہو سکتا ہے، لیکن ارباب نحو کے یہاں تینوں حرکتوں میں روم جائز ہے کیونکہ بقول علامہ جزریؒ ان کے یہاں روم بمعنی اخفاء حرکت یعنی اختلاس کے ہے اور اختلاس تو فتحہ میں عند القراء بھی جائز ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ نزاع لفظی ہے کیونکہ قراء فتحہ میں روم کے منکر ہیں نہ کہ اختلاس کے اور نحاۃ جواز اختلاس کے قائل ہیں نہ کہ حقیقت روم کے، ہمارے مصنفؒ نے اس نزاع کے لفظی ہونے کی وجہ سے مسئلہ کی اختلافی حیثیت سے تعرض نہیں فرمایا۔

☆...... **فائدہ** : جاننا چاہئے کہ فتحہ، ضمہ، کسرہ مبنی حرکات کو کہتے ہیں اور رفع، نصب، جر اعرابی حرکت کو کہتے ہیں لہذا عبارت میں فتحہ و نصب دونوں کو لا کر انواع اعراب کی طرف اشارہ فرمادیا۔

دراصل محل روم کے باب میں اختلاف ہے جس کو علامہ جزریؒ نشر میں بیان فرماتے ہیں کہ قراء کے یہاں فتحہ میں روم نہیں ہوتا کیونکہ فتحہ حرکت خفیفہ ہے جس کی وجہ سے حرکت فتحہ میں تبعیض و تجزی نہیں ہوتی کیونکہ جب اس کے بعض حصہ کو ادا کرنا چاہیں گے تو بوجہ خفت پورا ہی ادا ہوگا (اور اگر بعض کو ختم کرنا چاہیں تو مکمل ختم ہو جائے گا) بخلاف کسرہ وضمہ کے کہ ان دونوں میں ثقل ہے اس لئے ان میں روم ہو سکتا ہے، لیکن ارباب نحو کے یہاں تینوں حرکتوں میں روم جائز ہے کیونکہ بقول علامہ جزریؒ ان کے یہاں روم بمعنی اخفاء حرکت یعنی اختلاس کے ہے اور اختلاس تو فتحہ میں عندالقراء بھی جائز ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ نزاع لفظی ہے کیونکہ قراء فتحہ میں روم کے منکر ہیں نہ کہ اختلاس کے اور نحاۃ جواز اختلاس کے قائل ہیں نہ کہ حقیقت روم کے، ہمارے مصنفؒ نے اس نزاع کے لفظی ہونے کی وجہ سے مسئلہ کی اختلافی حیثیت سے تعرض نہیں فرمایا۔

☆...... **فائدہ** : طلبۂ عزیز سے گذارش ہے کہ روم کی مذکورہ تفصیل سے زیادہ اہم اس کی ادا ہے۔

نام کتاب : خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن

مصنف : حضرت مولانا قاری و مقری ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام شرح : فتح الرحمٰن فی شرح خلاصۃ البیان